صُفہ اور اصحابِ صُفہ

عبدالقدوس ہاشمی

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے ساتھ مسجد کے باہر کی طرف جانب شمال ایک چبوترہ تھا۔ اس چبوترے پر ساری مسجد نبوی کی طرح کھجور کی پتیوں سے ایک چھپر ڈال دیا گیا تھا۔ اس کو صفۃ المسجد کہا جاتا تھا جو بعد کو مختصر ہو کر "الصفہ" کہلانے لگا۔ مختلف زمانوں میں وہ صحابہ جو بے نام و نشاں تھے، وہ اس چبوترے پر رہا کرتے تھے، اور دن کے وقت وہاں بیٹھ کر دوسرے صحابہ کرام بھی قرآن مجید یاد کرتے تھے۔ مختلف اوقات میں مختلف بزرگوں کی یہی چبوترہ رہائش گاہ رہا ہے، کسی کے لیے طویل مدت تک اور کسی کے لیے بہت تھوڑی مدت تک، اور شاید کسی کے لیے شروع سے وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ مستقل اقامت گاہ نہیں رہا۔ یہ قدسی صفات بزرگ زمانۂ قیام صفہ میں اپنا زیادہ وقت قرآن مجید اور کلام رسول ؐ کے ذریعہ علم دین حاصل کرنے میں صرف کیا کرتے تھے یا پھر ان خدمات کی انجام دہی میں اپنا وقت صرف کرتے تھے جو وقتاً فوقتاً حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے سپرد کی جاتی تھیں۔ وہ آپ کا پیغام قبائل تک پہنچاتے، کبھی کبھی نومسلم جماعت کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کے لیے بعض دوسرے مقامات پر بھی متعین کیے جاتے تھے، ان بزرگوں کو اسلامی تاریخ اور سیر میں اصحابِ صفہ، اہلِ صفہ اور ارباب صفہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مختصر سی تحریر

میں ان ہی بزرگوں اور ان کے "الصفہ" کا ذکر مقصود ہے۔

وما التوفیق الا من اللہ العلیم الحکیم ۔

لفظی تشریح :

اَلصُّفَّۃُ کا مادہ لغوی ، ص - ف - ف ہے۔ یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ اس لفظ کا کوئی تعلق ص ف و ، یا ص وف ، یا ص ی ف کے مادوں سے ہے۔ یہ مادہ مضاعف ہے یعنی ایک صاد ، اور دو فاء اس میں ہیں۔ یہ مادہ معتل نہیں ہے۔ یعنی اس میں کوئی حرف علت ، الف ، واؤ یا یائے شامل نہیں ہے۔ اور نہ کسی صرفی تبدیل و تقلیب میں حرف علت شامل ہو سکتا ہے۔

الصّفّہ ، مادہ صفف سے بروزن فُعْلَۃٌ اسم صفت یعنی حاصل مصدر ہے۔ اس وزن پر عربی میں سینکڑوں ہی اسمائے صفات آتے ہیں مثلاً شعلۃ ، عُمْدۃ ، قدوۃٌ ، فُضلَۃٌ وغیرہ وغیرہ۔

مادہ صفّ کے اصلی معنی ہیں ، انسانوں ، جانوروں یا کسی شے کا ترتیب کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہونا۔ اسی لیے تحریر میں حروف اور الفاظ کے برابر قائم ہونے کو صف اور سطر بھی کہتے ہیں۔ کسی بڑی تعمیر کے برابر کوئی چبوترہ بیٹھنے کے لیے بنا دیا جائے تو صفۃ البناء یا صفۃ البیت کہتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ایسی نشست گاہ بنائی جائے تو اسے صُفۃ المسجد کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ فرق بھی بتایا ہے کہ بیٹھنے کی یہ جگہ کھلی ہو تو شرفہ اور اگر اوپر چھپر ہو تو اسے سقیفہ یا صفہ کہا جائے گا۔ سقیفہ بہت بڑے چبوترے کو کہتے ہیں اور صفہ چھوٹے سے مسقف چبوترے کو۔

لفظ صُفہ کی لغوی و لفظی تشریحات عربی زبان کے تمام ضخیم اور مستند لغات میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ مثلاً الصحاح للجوہری ، قاموس اللغۃ للفیروز آبادی ، لسان العرب لابن منظور الافریقی ، اور سب سے زیادہ تاج العروس من جواہر القاموس للزبیدی میں۔

جو لوگ تصوف، صفا، صفی وغیرہ الفاظ کو لفظ صفہ سے مربوط کرتے ہیں وہ عربی لغات کے اعتبار سے صحیح ربط قائم نہیں کرتے۔ ان الفاظ اور لفظ صفہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ صوف صفی، صفا، وصف، اصف اور صفو وغیرہ الفاظ سب کے سب معتل ہیں یعنی ان کے حروف مادہ میں حرف علت (اوی) داخل ہے۔ اِس کے برخلاف صفہ کا مادہ مضاعف ہے، اِس میں ایک حرف صاد اور دو حرف فاء شامل ہیں۔ مضاعف میں تعلیل صرفی سے حرف علت پیدا ہونے کی صورت عام طور پر عربی زبان میں نہیں ہُوا کرتی ہے۔

صفہ کیسے بنا؟ :

مسجد نبوی کے ساتھ صفہ مدینہ منورہ کے یا عام عرب آبادیوں کے لیے کوئی نادر اور جدید بات نہ تھی۔ گھروں کے ساتھ، باغوں میں، اور شکار گاہوں میں اِس طرح کی بیٹھکیں بنائی جاتی تھیں اور انہیں صفہ ہی کہا جاتا تھا۔ گھوڑے کی زین اور اونٹ کی کاٹھی پر نرم جگہ بنانے کے لیے نرم گھاس کی ایک گدی بنانے تھے، اسے بھی صفۃ الرحال کہتے تھے۔

۶۲۲ء۔ ۱ھ کے ماہ ربیع الاوّل میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخلص و بے مثال دوست اور اُمتی حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ (اس وقت یثرب) کے قریب مقام قبا میں تشریف لائے تو آپ نے نزول قرآن مجید کے بعد پہلی مسجد مقام قبا میں تعمیر فرمائی۔ مہاجر صحابہ کی بڑی تعداد پچھلے چند ماہ کے اندر تھوڑے تھوڑے آگے پیچھے ہجرت کرکے یہاں پہنچ چکی تھی۔ اور اب یہ طے شدہ بات تھی کہ آئندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی مستقل قیام گاہ یثرب ہی ہوگا اور اسی کو اسلامی تبلیغ کے مرکز ہونے کا شرف حاصل ہونے والا ہے۔ مسلمانوں نے دار الہجرۃ یثرب کو مدینۃ النبیؐ کہنا شروع کیا جو بعد کو المدینہ کے نام سے مشہور ہُوا۔ قرآن حکیم میں اس شہر کے دونوں نام یثرب اور المدینہ کا ذکر آیا ہے۔

اب مدینہ منورہ میں چند لوگ تو وہ آ گئے جو ہجرت کرکے آئے اور کوئی ٹھکانا نہ ہونے کی وجہ سے مسجد نبوی میں رات گزارنے کے لیے ٹھہرے۔ اسلامی تبلیغ کا دائرہ

اور وسیع ہُوا تو دُور اُفتادہ قبیلوں سے لوگ دین کی تعلیم حاصل کرنے کو آنے لگے۔ وہاں مدینہ میں کوئی سمان خانہ یا ہوسٹل تو نہ تھا۔ ابتداءً جو مہاجرین آئے تھے، اُن کے اور انصارِ مدینہ کے مابین مواخاۃ یعنی بھائی چارہ قائم کر دیا گیا تھا اور وہ اپنے انصاری بھائیوں کی مدد سے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن دو چار ایسے بھی تھے، جن کا بھائی چارہ نہیں ہُوا تھا اور بعض ایسے بھی تھے کہ وہ مستقل طور پر مدینہ میں رہنے بسنے کو نہیں آئے تھے بلکہ کچھ دنوں کے لیے آئے تھے کہ اس مختصر سی مدت میں دینِ اسلام کی تعلیم خود زبان فیض رسان وحی و نبوّت سے حاصل کریں اور اس کے بعد واپس جا کر اپنے قبیلوں کو دین کی تعلیم دیں۔

ایک بات یہ بھی اب نئی پیدا ہو گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سرداری میں اب مدینہ کی شہری مملکت پیدا ہو گئی تھی۔ سربراہ قوم کو اس کی ضرورت تھی کہ اس کے احکام انتظامی کی تعمیل اور دوسری آبادیوں کو اس کے احکام پہنچانے کے لیے رضا کاروں کی ایک جماعت ہر وقت اس کے پاس موجود ہو جو بسر و چشم اس کے احکام کی تعمیل کے لیے تیار رہے، جہاں بھیجا جائے فوراً روانہ ہو جائے اور جس کو اطلاع پہنچانے کا کام اس کو سپرد کیا جائے وہ اس کام کی تکمیل میں اپنے گھریلو کاموں کی وجہ سے عاجز نہ ثابت ہو۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ ایک دن میں سارے اُمور کی تکمیل ممکن نہیں ہوتی۔ کسی حکومت و مملکت کے ضروری اجزاء کی تکمیل ہمیشہ آہستہ آہستہ اور تدریجی طور پر ہوتی ہے، اس لیے ایسے رضا کاروں کے لیے سر چھپانے کی جگہ بھی فوراً کہاں بن سکتی تھی، جب کہ ہمیں یہ حقیقت سامنے رکھنی چاہیئے کہ مدینہ میں آ کر بسنے والے مہاجرین بلکہ پہلے سے وہاں بسے ہوئے انصار بھی بڑے بڑے وسائلِ معاش کے مالک نہ تھے اور نہ مملکت مدینہ کے پاس ٹیکسوں اور جائیدادوں سے کروڑوں کی آمدنی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ موجود تھا۔ اس صورت میں مسجد کے پاس ایک چھوٹا سا چبوترہ جس پر کھجور کی

پتیوں سے چھپر ڈال دیا گیا تھا وقتی طور پر ضرورت کی تکمیل کے لیے بنا لیا گیا تھا۔ اسی چبوترے کو زمانہ کی عام بولی کے بموجب صفۃ المسجد کہتے تھے۔

دو یا تین صحابیان کرام کے سوا کوئی بہت بڑی تعداد اصحاب صفہ کی ہمیشہ نہیں رہتی تھی۔ کبھی دو تین شخص ہی ہوتے تھے اور کبھی دس بیس۔ یہ بھی خیال صحیح نہیں ہے کہ یہ لوگ ہر وقت تسبیح و تہلیل میں لگے رہتے تھے اور کچھ نہ کرتے تھے۔ صفہ کوئی مٹھ یا گھور تپسیا کا آشرم نہ تھا جہاں لوگ ہر وقت یا کم از کم روزانہ مقررہ وقت پر گیان، دھیان، مراقبہ اور مکاشفہ میں مشغول ہوتے تھے۔ یا یہ لوگ ایسے تھے کہ دنیاوی علاقات سے ہمیشہ کے لیے دستبردار ہو کر بدھ مت کے مونڈوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت بلالؓ، حضرت عبداللہ بن اُم عبدؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن اُم مکتومؓ، وغیرہ تو مشہور اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ ان کی سوانح عمریوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جہادوں میں شریک ہوتے تھے، مال غنیمت میں سے حصہ بھی پاتے تھے، انہوں نے شادیاں بھی کیں، صاحب اولاد ہوئے، ان سے نسلیں چلیں اور آج تک بعض کی نسلیں موجود ہیں۔ کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سعید بن المسیبؒ کے نکاح میں نہ تھیں، کیا حضرت انس بن مالکؓ نے ۹۳ھ میں تقریباً ایک سو پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑ کر وفات نہیں پائی۔

صحابہ و صحابیات کے معروف ضخیم تذکرے مثلاً الاستیعاب لابن عبدالبر المتوفی ۴۶۳ھ، اُسد الغابہ لابن الجزری المتوفی ۶۳۰ھ اور الاصابہ لابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کو پوری طرح چھان ڈالیے ایسے پانچ اصحاب کا تذکرہ بھی نہیں ملے گا جنہوں نے چھ سات سال صاحب الصفہ کی حیثیت سے زندگی بسر کی ہو، اور تین صحابہ حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، اور حضرت بلال کے علاوہ کسی چوتھے صحابی کا ذکر نہیں ملے گا۔ جنہوں نے مقیم صفہ ہونے کی چھوٹی یا بڑی مدت میں خود اپنے لیے معاش محنت

مزدوری / زراعت یا ملازمت سے حاصل نہ کی ہو اور ایک بھی ایسے صاحب الصفہ صحابی کا ذکر نہیں ملے گا جنہوں نے پھونگیوں، نہنگوں، راہبوں اور جوگیوں کی طرح تارک الدنیا بن کر گیان دھیان میں زندگی بسر کی ہو۔ وقتی طور پر ہفتہ دو ہفتہ کے لیے فقر و فاقہ کے ساتھ خیرات و مبرات پر بسر کرنے والے بھی دو چار ہی ملیں گے۔ جن میں مذکورہ بالا تینوں بزرگ داخل ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض اصحاب صفہ سرکاری نوکر تھے کوئی صدقہ کے اونٹوں کی نگرانی پر، کوئی زکواۃ کی وصولی پر اور کوئی تعلیم قرآن مجید پر مامور تھا۔ خوش حال صحابہ ان کی کبھی کبھی امداد بھی کرتے تھے لیکن امداد پر ہی ان کا گذارہ نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ اپنی محنت اور وقت کے عوض تنخواہیں اور اُجرتیں پاتے تھے۔ بعض وہ لوگ بھی تھے جو دوسرے صحابہ کے زراعتی و تجارتی کاموں میں شریک ہو کر مزدوریاں کرتے تھے اور فارغ وقت میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔

متعدد بزرگ وہ بھی تھے جنہوں نے دو چار مہینے صفہ پر رہنے کے بعد اپنی مزدوری کمائی کر نکاح کر کے اپنا گھر بسا لیا، پھر بھی محنت مزدوری سے جو وقت بچ گیا وہ صفہ پر پابندی کے ساتھ بیٹھ کر علم دین حاصل کرنے میں صرف کرتے رہے۔

غرض یہ کہ صفہ ایک جگہ تھی جس پر مختلف اوقات میں اور مختلف مدتوں کے لیے حسب ذیل مقاصد سے مدینہ منورہ آنے والے لوگ مقیم ہوتے رہے۔

(الف) وہ لوگ جو صرف اللہ کے لیے ملی خدمات انجام دینا چاہتے تھے، یعنی تحریک اسلامی کے مخلص رضا کار تھے لیکن یہ لوگ مستقلاً صفہ پر نہیں رہتے تھے اور نہ بڑی مدت تک وہاں مقیم رہتے بلکہ اکثر وہ تعمیل ارشاد نبویؐ کے لیے دوسرے مقامات پر سفر میں ہوتے تھے۔

(ب) وہ لوگ جو بہت غریب تھے اور مواخاۃ کے بعد آئے تھے، ان کا نہ کوئی رشتہ دار مدینہ منورہ میں تھا اور نہ کوئی دوست۔ یہ لوگ کوئی ٹھکانا مل جانے اور آبادکاری

کی کوئی صورت پیدا ہونے تک صفہ پر رہا کرتے تھے۔

(ج) وہ لوگ جو تعلیم حاصل کرنے کے لیے تھوڑے دنوں کے لیے مدینہ منوّرہ آتے تھے، لیکن چونکہ وہاں ان کے لیے کوئی ہوسٹل یا مہمان خانہ نہ تھا اس لیے وہ اپنے قیام کی مدت صفہ پر گزارتے تھے۔ ان لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں خصوصی حکم دیا گیا تھا:

وان احد من المشركين استجارك فاجره حتّٰى يسمع كلام الله ثمّ ابلغه مامنه ذالك بانّهم قوم لا يعلمون ٥۔

(سورۃ "التوبہ" آیت ۶)

"اور اگر کوئی مشرکین میں سے تمہاری پناہ میں آجائے تو اسے پناہ دے دو تاکہ اللہ کا کلام سُنے پھر اسے اِس کی امن کی جگہ پہنچا دو، یہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ بے علم ہیں۔"

وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلّهم يحذرون ٥ (سورۃ "التوبہ" آیت ۱۲۲)

"ایمان والوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ سب لوگ بکھر جائیں۔ کیوں نہ ہر گروہ سے کچھ لوگ (اٹھ جائیں) تاکہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور جب واپس اپنی قوم میں جائیں تو ان کو اللہ کا خوف دلائیں، شاید وہ لوگ کفر سے پرہیز کرنے لگیں۔"

(د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے غیر مسلم مہمان۔

(ھ) وہ لوگ جو وقتاً فوقتاً وفود کی صورت میں یا تنہا مدینہ منوّرہ میں آیا کرتے تھے تاکہ ہدایات نبوی سے بہرہ یاب ہوں۔

صفہ کب بنا تھا؟

صفہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے مسجد نبوی مدینہ منوّرہ سے ملحق ایک مسقف چبوترہ تھا۔ اس کا محل وقوع یہ ہے کہ مسجد نبوی کے صحن سے باہر مشرق کی طرف قبلہ سے مخالف سمت یعنی

شمال میں مسجد کے دروازہ سے باہر ایک چبوترہ تھا، کہیں اس کی پیمائش کا ذکر تو روایات میں نظر سے نہیں گزرا لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تقریباً ۲۰ فٹ طویل اور تقریباً ۱۵ فٹ عریض چبوترہ تھا۔

یہ چبوترہ کب بنایا گیا تھا، اِس کا ذکر کہیں نہیں ملتا لیکن چونکہ ۲ھ میں غزوۂ بدر سے پہلے اور ۱۱ھ میں وفاتِ رسول ؐ کے بعد صفہ اور اہلِ صفہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا اِس لیے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صفہ تقریباً سات یا آٹھ سال تک قائم رہا۔ اِس اثنا میں مندرجہ بالا چاروں قسم کے لوگ مختلف اوقات میں مختلف مدّتوں کے لیے مقیم رہے۔

اگر صفہ کوئی مستقل خانقاہ یا زاویہ ہوتا تو عہدِ صدیقی و عہدِ فاروقی میں بھی قائم رہتا، ختم نہ ہو جاتا۔ ہمیں تاریخی روایتوں میں وفاتِ رسول ؐ کے بعد صفہ و اہلِ صفہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے، اور نہ عہدِ فاروقی میں جو وظائف مجاہدین اور اُمّہات المومنین کے لیے مقرر کیے گئے اِس سلسلہ میں اہلِ صفہ کا کوئی ذکر ملتا ہے۔

صفہ کب بنا تھا، اِس کے لیے صفہ کا محلِ وقوع خود ایک دلیل ہے۔ صفہ مسجدِ نبوی سے باہر جانب شمال میں تھا اور یقیناً وہ تحویلِ قبلہ یعنی ۱۵ شعبان ۲ھ کے بعد ہی بنا ہوگا۔ کیونکہ اس وقت تک مسجد نبوی کا قبلہ جانب شمال تھا۔ جب کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تو جنوبی رُخ پر قبلہ کی دیوار بنائی گئی اور شمالی رُخ خالی ہو گیا۔ پھر حدودِ مسجد سے باہر شمالی رُخ پر یہ چبوترہ بنا ہوگا، بہرحال اس کے بعد بھی کوئی ذکر اس کا غزوۂ بدر کبریٰ سے پہلے نہیں ملتا ہے۔ غزوۂ بدر کبریٰ رمضان ۲ھ میں ہوا تھا۔

اصحاب الصفہ :

مختلف اوقات میں کتنے لوگ صفہ پر قیام پذیر رہے، ان کی مکمل یا غیر مکمل کوئی فہرست مہیا کرنا ممکن نہیں ہے۔ سات یا آٹھ سال کی مدّت میں جب کہ صفۃ المسجد واردانِ مدینہ کے لیے وقتی قیام گاہ رہا۔ سینکڑوں ہی اشخاص کو اِس چبوترے پر قیام پذیر ہونے کا موقع ملا، کہاں اِس کا کوئی رجسٹر تھا، یا اِس سلسلہ میں کوئی یادداشت تیار کی جاتی

تھی جو فہرست مہیا کی جائے۔ سینکڑوں سال کے بعد سیرت نگار حضرات نے ان کی تعداد بھی مختلف بتائی ہے، کوئی کہتا ہے کہ ان کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ ستر اسّی تک، لیکن یہ سب محض قیاسی باتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ و صحابیات کے تذکرہ میں سب سے بڑی کتاب جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ وہ امام ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی کتاب الاصابہ ہے۔ اس میں یقینی و غیر یقینی صحابہ و صحابیات کے جملہ اسماء بارہ ہزار سے کم ہیں، اور ان میں سے بھی بہتوں کا کوئی حال نہیں ہے۔ حالانکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس کے قریب قریب تھی۔ اس طرح شرکائے حجۃ الوداع میں سے شاید سات فیصد کے نام بھی ہم تک نہیں پہنچے ہیں، تو یہ کہاں ممکن ہے کہ سارے اصحاب صفہ کی فہرست مہیا ہو سکے۔

الحاکم نے المستدرک ج ۳، ص ۱۶ میں حسب ذیل اصحاب کے اسمائے گرامی اصحاب صفہ میں لکھے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ یہ وہ چند اسمائے گرامی ہیں جو امام الحاکم کو مل سکے ہیں۔ یہ کوئی فہرست نہیں ہے۔ بہر حال وہ اسمائے گرامی یہ ہیں :-

(۱) حضرت ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود رض

(۳) حضرت بلال بن رباح رض

(۴) حضرت عمار بن یاسر رض

(۵) حضرت مقداد بن عمرو رض

(۶) حضرت خباب بن ارت رض

(۷) حضرت صہیب بن سنان رض

(۸) حضرت زید بن الخطاب رض

(۹) حضرت کنانہ بن حصین رض

(۱۰) حضرت ابو کبشہ مولی رسول ﷺ

(۱۱) حضرت صفوان بن بیضاء رض

(۱۲) حضرت ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ

(۱۳) حضرت سالم مولی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ۔

(۱۴) حضرت مسطح بن اثاثہ رض

(۱۵) حضرت مسعود بن ربیع رض

(۱۶) حضرت عکاشہ بن محصن رض

(۱۷) حضرت عمیر بن عوف رض

(۱۸) حضرت عویم بن ساعدہ رضؓ
(۱۹) حضرت ابو لبابہ رضؓ
(۲۰) حضرت کعب بن عمیر رضؓ
(۲۱) حضرت خبیب بن سیاف رضؓ
(۲۲) حضرت عبداللہ بن انیس رضؓ
(۲۳) حضرت ابوذر جندب غفاری رضؓ
(۲۴) حضرت عتبہ بن مسعود ہذلی رضؓ
(۲۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ
(۲۶) حضرت سلمان الفارسی رضؓ
(۲۷) حضرت حذیفہ بن الیمان رضؓ
(۲۸) حضرت حجاج بن عمر الاسلمی رضؓ
(۲۹) حضرت ابوہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی رضؓ
(۳۰) حضرت ابوالدرداء عویمر بن عامر رضؓ
(۳۱) حضرت عبداللہ بن زید جہنی رضؓ
(۳۲) حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہ رضؓ
(۳۳) حضرت معاذ بن الحارث رضؓ
(۳۴) حضرت سائب بن الخلاد رضؓ
(۳۵) حضرت ثابت بن ودیعہ رضؓ

اس سے بڑی کوئی فہرست میری نظر سے نہیں گزری۔ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء ج ۱ — صـ۳۳۹، اور السمہودی نے وفاء الوفا ج ۱ صـ۳۲۹ میں اصحاب الصفہ کے کچھ احوال لکھے ہیں، لیکن نہ ابونعیم قابلِ وثوق راوی ہے اور نہ السمہودی پر اعتماد ہے۔ ان لوگوں نے بھی اس سے بڑی کوئی فہرست پیش نہیں کی ہے۔

بہرحال اس فہرست پر نظر ڈالنے سے یہ دو باتیں تو واضح ہو جاتی ہیں کہ :

(۱) مقامی بزرگوں میں سے کوئی مدنی صحابی ان میں نہیں ہے۔

(۲) ان بزرگوں میں اکثر وہ ہیں جن کی اولاد تھی۔ یہ لوگ کسی طرح تارک الدنیا خانقاہی فقراء نہ تھے۔ یہ مزدوریاں بھی کرتے تھے، جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے، اور مالِ غنیمت بھی حاصل کرتے تھے۔ مثلاً :

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، کے احوال تو تذکروں میں کسی نہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ مل ہی جاتے ہیں۔ یہ لوگ صاحبِ اولاد، صاحبِ جائیداد اور صاحبِ مال تھے، انہیں تارک الدنیا خانقاہی کیسے کہا جا سکتا ہے۔

اللہ ہی جانتا ہے کہ لوگوں نے یہ کیوں اور کس بنیاد پر مشہور کردیا ہے، کہ اصحاب الصفہ پھونگیوں اور جوگیوں کی طرح "تارک الدنیا" لوگ تھے، یا یہ لوگ ہمیشہ خیرات و مبرات پر زندگی بسر کرتے رہے۔ بلکہ اس فہرست میں تو ایسے لوگ بھی ہیں، جو خود صاحبِ نصاب تھے اور پابندگی کے ساتھ زکواۃ ادا کرتے تھے، اور ایسے لوگ بھی ہیں، جنہوں نے بڑی بڑی سرکاری ملازمتیں کیں، گورنر رہے، افسر مال رہے، فوجوں کے کمانڈار رہے۔ نعوذ باللہ یہ لوگ خیرات خور قلندر تو نظر نہیں آتے۔ ایسی زندگی تو اسلام نے نہیں سکھائی، اور نہ ایسے لوگ صحابہ کرام میں ہوتے تھے۔ قرآن مجید تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے، ان کی کیفیت یہ بتائی ہے،

محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم، تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضوانا، سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود .... (سورۃ الفتح، آیت ۲۹)

"محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ وہ رکوع و سجدہ بھی کرتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی روزی اور مال و دولت بھی تلاش کرتے ہیں اور اللہ کی رضا بھی چاہتے ہیں ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان بھی ہیں۔"

یہ کہاں ممکن تھا کہ لوگ مجہول بے حرکت، خیرات خور اور رہبان ہوتے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی یہ صفات بیان فرماتا، وہ لوگ سنتِ رسول ؐ کو بالارادہ اور دوامی طور پر ترک کرتے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرماتا۔؟

تعالی اللہ عموا کبیرا